

طالب محسن

خدا کی اولاد

(مشکوٰۃ المصابیح، حدیث: ۲۱)

عن ابن عباس: واما شتمہ ایای فقوله: لی ولد وسبحانی ان اتخذ صاحبۃ اولدا.

لغوی بحث

’سبحانی‘: میں پاک ہوں۔ یہ ’سبح‘ سے علم ہے۔ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے اس کے ہر طرح کے عیب اور نقص سے پاک ہونے کے معنی میں آتا ہے۔ اہل نحو کے نزدیک اس کے نصب کا باعث اس کا فعل محذوف کا مصدر ہونا ہے۔

ترجمہ

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کا مجھے بے توقیر کرنا یہ کہنا ہے کہ میری اولاد ہے۔ حالانکہ میں اس سے پاک ہوں کہ کسی کو بیوی یا بیٹا بناؤں۔“

متون

یہ روایت دو صحابہ سے مروی ہے۔ ایک حضرت ابو ہریرہ اور دوسرے حضرت ابن عباس۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت حدیث (حدیث: ۲۰) تفصیل سے زیر بحث آچکی ہے۔ حضرت ابن عباس کی اس روایت کو

صحاح کے مصنفین میں سے صرف بخاری نے روایت کیا ہے۔ صاحب مشکوٰۃ نے اس روایت کا پورا متن درج نہیں کیا۔ روایت کا متن درج ذیل ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال اللہ
تعالیٰ: کذبني ابن آدم ولم یکن له ذلک.
وشتمی ابن آدم ولم یکن له ذلک.
فاما تکذیبه ایای فزعم انی لا اقدر
ان اعیده کما کان. واما شتمه ایای
فقوله لی ولد و سبحانی ان اتخذ صاحبة
اوولدا.

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا
ارشاد ہے کہ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ یہ اس
کے لیے موزوں نہ تھا۔ اس نے میری بے توقیری
کی جبکہ یہ اس کے لیے درست نہ تھا۔ اس کا مجھے
جھٹلانا یہ کہنا ہے کہ میں اسے جس طرح کہ وہ ہے
اسی طرح کا دوبارہ نہیں بنا سکتا۔ اور اس نے میری
بے توقیری یہ کہہ کر کی ہے کہ میری اولاد ہے،
حالانکہ میں اس سے پاک ہوں کہ کسی کو بیوی یا بیٹا
بناؤں۔“

معنی

اس روایت میں پچھلی روایت کے مقابلے میں ’صاحبة‘ یعنی بیوی کا اضافہ ہے۔ اولاد کے تصور کے ساتھ
ہی بیوی کا تصور بھی وابستہ ہے۔ اسی مناسبت سے یہاں بیوی کے وجود کی بھی نفی کی گئی ہے۔ دنیا میں بیشتر جان دار
جوڑا جوڑا بنائے گئے ہیں۔ اگر ہم غور کریں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جوڑے کے دونوں فرد ایک دوسرے کی
تکمیل کرتے ہیں۔ گویا جوڑے کا کوئی فرد اپنی ذات میں مکمل نہیں ہے، وہ اپنی تکمیل کے لیے ساتھی کا محتاج
ہے۔ پروردگار کائنات اس سے بہت ماوراء ہے کہ اسے کسی بھی نوعیت کے ساتھی کی احتیاج ہو۔

قرآن سے تعلق

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے اولاد کے تصور پر جہاں غضب کا اظہار کیا ہے وہاں استدلال کر کے اس
عقیدے کے باطل ہونے کو بھی واضح کیا ہے۔ سورہ انعام میں ہے:

وَحَرِّقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ
”اور اس کے لیے بے سند بیٹے اور بیٹیاں

سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُصِفُونَ. بَدِيعُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَتَى يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ
وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةً وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ. (۱۰۱:۶-۱۰۲)

تراشیں، وہ پاک اور برتر ہے ان چیزوں سے جو یہ
بیان کرتے ہیں۔ وہ آسمانوں اور زمین کا موجد
ہے۔ اس کی اولاد کہاں سے آئی جبکہ اس کی کوئی
بیوی نہیں اور اس نے ہر چیز پیدا کی اور وہ ہر چیز
سے باخبر ہے۔“

اس آیہ کریمہ میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ اس ہستی کے لیے جو زمین و آسمان کی موجد ہے یہ تصور رکھنا کہ
اس کی اولاد ہے اپنے اندر کس قدر تضاد رکھتا ہے۔ مزید یہ کہ یہ حماقت ایک اور حماقت کا پیش خیمہ ہے اور وہ یہ
کہ اللہ کے لیے بیوی کا وجود بھی مانا جائے۔ یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ سورہ انعام کے مخاطب قریش ہیں اور
وہ خدا کے لیے کسی بیوی کا کوئی تصور نہیں رکھتے تھے۔

کتابیات

بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب ۱۰۔

